پیغامِ حج

۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ وَالسِّرَاجِ الْمُنِیْرِ سَیِّدِنَا اَبِی الْقَاسِمِ الْمُصْطَفٰی مُحَمَّد وَعَلٰی آلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْ وَعَلٰی الْخِیَرَۃِ مِنْ اَصْحَابِہِ الْمُنْتَجَبِیْن."

مسلمانوں کی عظیم ترین سالانہ ملاقات کی خوشخبری لئے حجِ بیت اللہ کا زمانہ قریب آ پہنچا ہے۔ اگر اس موسم میں لقائے الٰہی کے فیض سے شرفیاب ہونے والے حج کے مشتاق لاکھوں لوگ غیر معمولی بیتابی اور بیقراری کے ساتھ اس فریضے کی ادائیگی کے سلسلے میں ہمہ وقت اور ہمہ تن لازمی تیاریوں میں سرگرم ہیں، تو یہ ان کا حق ہے۔ اور حج کی خواہش رکھنے والے دنیا کے وہ کروڑوں مسلمان جو اس سال اس سعادت سے فیضیاب ہونے والوں کی فہرست میں شامل نہیں ہو سکے، لمحہ بہ لمحہ حج سے مشرف ہونے والے خوش نصیبوں کو یاد کریں اور ان کے، نیز اپنے حق میں دعاؤں کے ذریعے اپنے دل و دماغ کو مسرور و معطر رکھیں اور دنیا کے تمام صاحبِ دل مسلمان حج کے ان ایام میں کسی نہ کسی اعتبار سے حج، اس کے شعائر اور اس کے جلال و جمال کی نشانیوں کے ساتھ بسر کریں

تو بہتر ہے۔

حج بیت اللہ کے مراسم درحقیقت ہر سال رونما ہونے والے عظیم امور میں سے ہیں۔ پس یہ بات کس قدر مناسب ہوگی کہ معلومات و آگہی کے ان ایام میں دنیائے اسلام کے تمام مسلمان اسی واقعے کو اپنی فکر و توجہ اور احساس و خیال کا بنیادی مرکز بنائیں اور ہر شخص اپنے روحانی، فکری اور سیاسی مقام و مرتبے پر قائم رہتے ہوئے کسی نہ کسی اعتبار سے اس کے بارے میں غور و فکر کرے اور اس کے ساتھ بسر کرے۔ ظاہری بات ہے کہ حج کے فیض سے بہرہ مند ہونے والے تمام حضرات بذاتِ خود فریضے اور امید کے اس مرکز میں موجود ہیں اور ان کا پورا وجود، جسم و جاں اور ان کی فکر و جستجو سب کچھ حج اور اس کے آثار و برکات سے وابستہ ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فریضۂ الٰہی سے زیادہ سے زیادہ معنوی و روحانی اور انفرادی و اجتماعی فائدہ حاصل کریں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

اگرچہ حج کی برکتیں انسانی حیات کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں، اور یہ لامتناہی بارانِ رحمت انسان کے قلب و دماغ کی خلوتوں سے لے کر سیاسی و اجتماعی میدانوں تک مسلمانوں کے قومی اقتدار اور مسلمان ملتوں کے درمیان تعاون و ہمدردی کے جذبے کو زندہ و بارآور اور زندگی کی رعنائیوں سے سرشار کر دیتی ہے، لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی کلید ''معرفت'' ہے اور حج ہر اس شخص کے لئے جو اپنی آنکھوں سے حقائق کا مشاہدہ کرنے اور موجودات کی شناخت اور خداداد صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے پر مائل و تیار ہو اس کا سب سے پہلا تحفہ ہے۔ یہی ہر شخص سے مخصوص اس کی اپنی شناخت و معرفت ہے جو عام طور پر حج کے علاوہ مسلمانوں کے عظیم گروہ کو کہیں اور نصیب نہیں ہوتی اور کوئی دوسرا مذہبی اجتماع شناخت و معرفت کا مجموعہ جو حج کے مراسم میں قابلِ حصول ہے، ملتِ اسلامیہ کو یکجا شکل میں فراہم نہیں کر سکتا۔

یہ معرفت درحقیقت شناختوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں:
ایک فرد کی حیثیت سے خود اپنی شناخت، امتِ اسلامیہ کے عظیم مجموعے کے ایک جز کی حیثیت سے

اپنی شناخت' امتِ واحدہ کے ایک نمونے اور مظہر کی حیثیت سے اپنی شناخت' خداوندِ عالم کی عظمت ورحمت کی شناخت اور اپنے دشمن کی شناخت۔

ایک فرد کی حیثیت سے اپنی شناخت کا مطلب ہے اپنے وجود کے بارے میں غور وفکر اور اپنی کمزوریوں اور قوتوں سے مکمل واقفیت۔ جس جگہ مادّی علامات' مال ومنصب' نسلی شناخت اور لباس کی پہچانیں اپنا رنگ کھودیتی ہیں اور آدمی ان امتیازی ہوا وہوس سے جدا ہوکر دوسرے لاکھوں انسانوں کے ساتھ طواف' سعی' نماز اور افاضۂ وقوف کے لئے جاتا ہے۔ امیر وغریب' حاکم ورعایا' پڑھے لکھے اور اَن پڑھ' کالے اور گورے سب کے سب ایک لباس میں' ایک ہی جگہ خدا کی جانب رُخ کیے نظر آتے ہیں' سب اپنے دستِ نیاز اس کی طرف بلند کیے ہوئے ہیں اور خود کو اس کے جمال وعظمت اور قدرت ورحمت کے سامنے کھڑا پاتے ہیں' ایسے میں کوئی بھی انسان خدا کے مقابل اپنی کمزوری اور تہی دستی کے بارے میں غور وفکر کرسکتا ہے اور اس سے وابستگی میں اپنی عزت واقتدار اور سر بلندی کو بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ اپنے ضعیف وناتواں وجود سے متعلق غرور آفریں باطل خیالات دور پھینک کر خود غرضی اور تکبر کے شیشے کو' جو اس کی پست ترین عادات ورفتار کا آئینہ ہے' زمین پر پھینک کر چکنا چور کرسکتا ہے اور دوسری طرف عظمتوں کی کان سے وابستگی کی شیرینی اور اس سے الحاق کی لطافت کے ساتھ اپنے اندر موجود نفسیاتی بتوں کو توڑنے اور ان سے علیحدگی اختیار کرنے کا مزہ چکھ سکتا ہے۔

یہ بنیادی شناخت' جو تمام عبادتوں کا جوہر اور اولیائے خدا کی تمام مناجاتوں اور راز ونیاز کا اصل موضوع ہے' انسان کے اندر پاکیزگی اور درخشندگی پیدا کردیتی ہے اور اسے اور دیگر معرفتوں اور شناختوں کے لئے آمادہ کرکے کمال کی راہ طے کرنے کی قوت وتوانائی عطا کرتی ہے۔ عام زندگی میں دنیوی مشکلات' مادّی امور میں الجھی ہوئی حد سے بڑھی ہوئی سرگرمیاں اور انسانوں کی روزمرہ زندگی میں تمام نہ ہونے والی جنگ وجدل اور مقابلہ آرائیاں دل کو غافل ومشغول کردیتی ہیں اور انسان اس روشن اور درخشاں معرفت سے دور ہوکر باطل خیالات اور توہمات کے پھندوں میں پھنس جاتا ہے' اس کا دل ناہمواری وتیرگی میں گرفتار رہتا ہے۔ حج ان تمام پریشانیوں سے

نجات کا ایک حتمی اور قطعی علاج ہے۔

ملتِ اسلامیہ کے عظیم مجموعے میں شامل ایک جز کی حیثیت سے اپنی شناخت کا مطلب ہے کہ تمام حاجیوں کو ان تمام ملتوں اور تمام سرزمینوں کے نمائندوں کی حیثیت سے دیکھا جائے جنھوں نے اپنے لوگوں کو خانۂ خدا کے طواف کے لئے بھیجا ہے' تمام حجاج کو اس جمِ غفیر کے آئینے میں ایک مجموعے کی حیثیت سے دیکھنا ایک عظیم امتِ اسلامی کا زاویۂ نگاہ عطا کرتا ہے جو اس وقت دسیوں قوموں اور اربوں انسانوں سے تشکیل پذیر ہوا ہے اور سماجی اور آسائش کے اہم ترین مادّی ومعنوی وسائل وامکانات سے بہرہ مند ہے اور تمام بشریت اور صنعتی تہذیبیں تمام مادّی وسعتوں کے ساتھ ان کے عظیم منابع کی' ان کے یہاں موجود بازاروں کی' ان کے علمی وثقافتی سرمائیوں کی محتاج ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

اس عظیم حقیقت کے ایک جز کی حیثیت سے اپنی شناخت اور پہچان' حاجیوں کو حقیقی عشق ومحبت سے سرشار عزیزداری اور برادری کے قریبی رشتوں میں منسلک کر دیتی ہے اور افتراق وجدائی کے پُرفریب تصور کو ختم کر دیتی ہے جسے برسہا برس سے کل کے استعماری اور آج کے استکباری ہاتھوں نے نسل' زبان' مذہب اور قوم پرستی کے نام پر پھیلا رکھا ہے۔ طبقاتی دنیا کے سربراہوں' یعنی ان تمام سیاست دانوں کو جن کی کوشش رہی ہے کہ دنیا کو دو قوی اور کمزور یا مستکبر ومستضعف بلاکوں میں منقسم باقی رکھیں اور طاقت ومرکز کو کمزور ومحروم قوموں کو نقصان پہنچاتے ہوئے اپنے درمیان تقسیم کرلیں' دو صدیوں سے لے کر اب تک ملتِ مسلمہ کے اتحاد ویکجہتی سے غیر معمولی خوف لاحق رہا ہے اور انھوں نے اس راہ میں بڑی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے حالیہ دہائی کے دوران ''بالکان'' کے مسلمانوں کے قتلِ عام 'یا یورپ کی مسلمان اقلیتوں کی نسبت تفریق وناانصافی یا ان کی طرف سے مکمل لاپرواہی کے ذریعے پورے یورپ کو عیسائی بنانے کا اپنا عزم آشکارا کر دیا ہے اور دنیائے اسلام کے اتحاد کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کیا اور اپنے عمل اور پروپیگنڈے کے سہارے اس اسلامی اتحاد کی راہ میں

رکاوٹیں ڈالی ہیں۔

ایک شخص کے اندر اس احساس کی تقویت کہ وہ ایک عظیم پیکرِ امت کا ایک جز ہے اور احساس کی صحیح رہنمائی ان تمام تفرقہ انگیز خیالوں پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے اور وہ ملتِ اسلامیہ کے گونا گوں شعبوں میں اس قومی و مذہبی تشخص اور پہچان کو محفوظ رکھنے کے ضمن میں ہی اتحاد و یکدلی کے جو فوائد ہیں ان سے پورے مجموعے کو بہرہ مند کر سکتا ہے اور عزت و وقار اور خیرِ کثیر جو ملتِ اسلامیہ کی یکجہتی میں پوشیدہ ہے' اس کے تمام اعضا و اجزا کے شاملِ حال ہو جاتا ہے۔ حج میں طواف و سعی کی نمازیں اور تمام اجتماعی حرکات و سکنات حج ادا کرنے والے کو یہی سبق دیتی ہیں اور اسے اس کے وجود کی گہرائیوں میں اتار دیتی ہیں۔

امتِ واحدہ کے عملی مظہر اور جلوے کی شناخت کا مطلب ایک عظیم آرزو یعنی اسلامی وحدت کو بروئے کار لانے کے سلسلے میں ایک عملی قدم اور پھر عالمی سیاست کے میدان میں ایک متحدہ اسلامی اقتدار کی جلوہ نمائی ہے۔

دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے مختلف زبانوں اور مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے حجاج کے عظیم اجتماع کا نظارہ مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ میں وسعت پیدا کرتا ہے اور انھیں قوم وملت اور ذات پات کی حد بندیوں سے باہر نکال لاتا ہے اور اس کے برادرانہ اسلامی کردار کا فریضہ اسے ان کے ساتھ میل جول اور ہم دلی و ہم زبانی پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس عظیم اجتماع کے ذریعے مختلف قوموں سے مخصوص خبریں پوری اسلامی دنیا تک پہنچتی ہیں اور ہمیشہ سے جاری خصوصاً عصرِ حاضر میں حد سے سوا دشمنوں کی تشہیراتی سازشوں کو' جن کا مقصد ہی حقیقتوں کو بدل کر جھوٹ اور افواہ کا بازار گرم کرنا ہے' اپنی جگہ دفن کر دیتی ہیں اور اس طرح مقام و علاقے نیز زبان اور خیالات کے فاصلے مٹ جاتے ہیں۔

ایک ملت کی کامیابیوں کے ذکر کے ذریعے دوسری قوموں کے دل میں امید کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ ایک ملک کے تجربات کا بیان دوسرے ملکوں کو تجربے عطا کرتا ہے۔ افراد اور

قوموں کے ذہن میں تنہائی اور اکیلے پن کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور دشمن کا رعب و دبدبہ ان کی نگاہوں سے دور ہو جاتا ہے۔ایک ملک کی بڑی بڑی مصیبتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے اور ان کو ان کے علاج کی فکر پر ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے۔

حج کے موسم میں حاجیوں کا ایک نقطے پر اکٹھا ہونا' خصوصاً عرفات اور مشعر الحرام میں' وقوفِ منیٰ میں بیتوتہ' یہ سب کچھ اس کارآمد کارساز شناخت کی زمین ہموار کرتا ہے۔

حج میں خداوندِ عالم کی عظمت ورحمت کی شناخت کا مطلب ہے اس گھر کی بنیاد واستحکام پر غور وفکر کرنا جو خانۂ خدا ہونے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کا گھر بھی ہے: "اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ." (۱) یہ وہ مقام بھی ہے جس کی طرف ضرورتمند انسان اپنا رُخ کیے رہتے ہیں اور وہ نقطہ بھی ہے جہاں آئینِ الٰہی کی عظمت جلوہ گر ہوتی ہے۔شکوہ وعظمت اور سادگی و پاکیزگی کا ایک اہم سنگم' سب سے پہلی صدائے توحید کی یادگار' وحدتِ کلمہ پر عمل درآمد کا مقام صدرِ اسلام کے مجاہدین کے نقوشِ قدم بھی اجاگر کرتا ہے اور ان کی مظلومانہ ہجرت کی داستان بھی دُہراتا ہے کہ انھوں نے کس انداز سے اور کیسے جہاد ومقابلہ کیا اور پورے اقتدار کے ساتھ فاتحانہ انداز میں یہاں واپس آئے اور اسے عرب جاہلیت کی نشانیوں سے پاک وصاف کیا۔یہ جگہ عبادت کرنے والوں کے وجود سے معطر' عابدوں کے سجدوں کی منزل اور حمد وثنا کرنے والوں کی دعاؤں سے معمور بھی ہے۔یہی جگہ ابتدا میں خورشیدِ اسلام کے طلوع کا مطلع اور یہی جگہ آخرکار مہدیٔ موعود (عج) کے ظہور کا مطلع بھی ہے۔یہی شکستہ دلوں کی پناہ گاہ اور یہی مصیبت زدہ لوگوں کی امید کا مرکز بھی ہے۔

فریضۂ حج کا حکم اور اس کے اعمال ومناسک کی ترتیب عظمت کی نشانی بھی ہے اور رحمت کی علامت بھی۔اسی شناخت ومعرفت کے ذریعے مسجد الحرام میں کعبہ شریف کو دیکھنے کے بعد دل منقلب ہو جاتے ہیں اور راہ سے بھٹکے ہوئے لوگ صراطِ مستقیم پر آجاتے ہیں اور انسانوں کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔

دشمن کی پہچان اور شناخت تمام دوسری شناختوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے۔اس کے بغیر مسلمانوں کے دل و دماغ بغیر کسی فصیل کے ایسا خزانہ ہیں جو ڈاکوؤں' خائنوں اور لٹیروں سے محفوظ نہیں۔خود حج کے اعمال میں رمی جمرات' یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنا' دشمن کو پہچاننے اور دشمن کو ختم کرنے کی جلوہ نمائی ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے دوران برائت و بیزاری کی اذان بلند کی ہے اور برائت کی آیات حج کے مراسم میں امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے دہنِ مبارک سے تلاوت کی ہیں۔اگر دنیائے اسلام اور ملتِ اسلامیہ اپنے دشمنوں کے وجود سے نجات حاصل کر لے اور اس طرح کی صورتِ حال ممکن ہو سکے' تو برائت کا فلسفہ بھی ختم ہو جائے گا' لیکن دشمنوں کی موجودگی اور ان کی موجودہ محاذ آرائیوں کے باوجود دشمن کی طرف سے غفلت اور برائت سے اجتناب ایک بڑی اور نقصاندہ خطا اور بڑی غلطی ہے۔

اگر پہلے بیان کی گئی معرفت و شناخت حاصل ہو جائے' تو عالمِ اسلام کے دشمن کی بھی شناخت ہو جائے گی۔کوئی بھی کام یا شخص یا حکومت یا نظام جو مسلمانوں کو ان کے اسلامی تشخص سے بیگانہ کر دے' یا ان میں اختلافات اور تفرقے کا باعث ہو یا اسلامی عظمت و آبرو حاصل کرنے سے انہیں لا پرواہ یا مایوس کر دے' وہ ان سے دشمنی کر رہا ہے اور اگر وہ بذاتِ خود دشمن نہ ہو گا تو دشمن کا پٹھو ضرور ہو گا۔

قرآن میں شیطان کو انبیاؑ کے مقابلے میں فساد پھیلانے اور انحطاط پیدا کرنے والی طاقت کی حیثیت سے یاد کیا گیا ہے' جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ."(۲)

پورے قرآن میں شیطان اور اس کے مظاہر کا بار بار ذکر ہوا ہے۔وحی کے نزول کے پورے عرصے میں اس کا نام لیا گیا ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کو دشمن اور اس کی علامتوں سے ہر گز غفلت نہیں برتنی چاہئے۔آج شیطان یعنی سامراج کے سیاسی محاذ کی سب سے زیادہ کوشش اس بات پر مرکوز ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل سے ناامید کر دے اور انھیں اپنی عظیم

ثقافت اور علمی میراث سے بے اعتنا کر دے۔ ہر وہ شئے جو مسلمانوں کو امید دلاتی ہے اور انھیں اپنا مستقبل اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کی خواہش عطا کرتی ہے عالمی استکبار اسے بہت زیادہ نفرت اور غیظ وغضب کی نظر سے دیکھتا ہے۔

شیطانِ بزرگ اس لئے ایران سے دشمنی رکھتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ کا وجود اور اس وسیع وعریض ملک کا نظام اپنی عظیم آبادی اور لامتناہی مادّی ومعنوی دولت وثروت کے ساتھ مسلمانوں کو اسلامی عزت وعظمت کا مژدہ دیتا ہے اور ان کے دلوں میں امید کی شمع روشن کرتا ہے۔ ایران میں اسلامی جمہوریہ کی تشکیل کے بعد انیس سال کے عرصے میں پوری دنیا کے لوگوں نے مسلمان ملتوں کے طرزِ عمل میں امید کا مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ جتنا جتنا وقت کا پہیّا آگے بڑھا ہے' اس بڑھتے ہوئے عظیم سمندر کے مقابلے میں سامراجی دنیا کی تدبیروں نے اتنی ہی شکست کھائی ہے اور مسلمانوں کی امید میں اتنا ہی اضافہ ہوا ہے۔

فلسطینیوں کی بیداری' غاصب صہیونیوں کے مقابلے میں اسلامی نعروں کے ساتھ ان کی آزادی وحریت پسندانہ جدوجہد کا آغاز' یورپ میں مسلمان ملتوں کی بیداری' اہلِ یورپ کے ہاتھوں یا ان کی خاموش رضامندی سے بوسنیائی مسلمانوں کو پیش آنے والے خونیں اور المناک سانحے کے باوجود مسلمان ملک بوسنیا کی تشکیل' مغربی جمہوریت کی معمول کی راہوں سے ترکی اور الجزائر میں اسلام کی حاکمیت پر یقین رکھنے والوں کا برسرِ اقتدار آنا' ان دونوں ممالک میں اسلام کے اقتدار کے عالمی دشمنوں کی دشمنی اور ناجائز اور غیر قانونی طاقتوں کی مداخلت اور بغاوت کی وجہ سے ان کی کامیابی ادھوری رہ جانا۔ سوڈان میں اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر حکومت کی تشکیل' جو بیرونی رکاوٹوں کے باوجود بحمد للہ اسلامی اقتدار کے راستے پر بدستور آگے بڑھ رہی ہے اور بہت سے مسلمان ممالک میں اسلامی نعروں کا احیا' جو کئی برسوں سے ان ممالک میں فراموش کئے جا چکے تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی مثالیں' یہ سب کے سب اسلام کے روز افزوں گہرے اثرات کی نشانیاں اور علامات ہیں۔

اسلامی ایران کے ساتھ سامراج کی دشمنی اسی نسبت سے روز بروز زیادہ سخت اور زیادہ بغض و کینے سے معمور ہے۔

فوجی' اقتصادی' سیاسی اور پروپیگنڈے پر مبنی سازشوں کی پے درپے ناکامیوں کے بعد سامراج نے ایک نیا محاذ کھول دیا' جو ابھی تک اسلامی ایران کے خلاف سرگرمِ عمل ہے۔ یہ محاذ تبلیغی اور پروپیگنڈے کی جنگ کا محاذ ہے اور اس کا مقصد ایران کی قوم اور حکومت پر الزامات لگانا اور اس کے نتیجے میں مسلمان ملتوں کے دل میں روشن چراغِ امید کو بجھانا ہے۔ پروپیگنڈے کی اس جنگ میں اس طرح ظاہر کیا جاتا ہے کہ ملتِ ایران عظیم انقلابی تحریک اور اس کے نعروں سے' نیز اسلام اور قرآن کی حاکمیت سے پشیمان ہے' مملکتی حکام نے اسلام اور انقلاب سے روگردانی کر لی ہے۔ ثبوت اور نمونے کے طور پر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حکومتِ ایران امریکی حکومت کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے۔ ایرانی حکام کی طرف سے اس دعوے کی بار بار تردید اور اسلامی انقلاب اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے سے عشق اور اس کے پابند رہنے پر ان کی ہمیشہ تاکید اس بات میں مانع اور رکاوٹ نہیں بنی کہ سامراج خصوصاً امریکہ کی مستکبر حکومت کی پروپیگنڈہ مشینری حتیٰ ان کے سیاسی حکام اپنے دعوؤں کی مختلف زبانوں اور طریقوں سے تکرار نہ کریں اور ان کی اپنے تبصروں' خبروں اور عالمی رپورٹوں میں' خاص طور پر عالمِ اسلام کی سطح پر پہلے سے زیادہ تکرار نہ کریں۔

حج میں دشمن کی شناخت کا مطلب ان طریقوں اور ان کے محرکات اور عوامل کی شناخت ہے۔ اور حج میں برائت اور نفرت کا مطلب دشمن کی سازشوں کا انکشاف اور ان سے بیزاری کا اعلان ہے۔

ایران کی ملت اور حکومت نے اپنے عظیم انقلاب کے ذریعے' جس میں اس نے امام خمینیؒ کی عظیم الشان قیادت میں ان کے راستے کو جاری رکھ کر اسلام اور ایران کی عظمت کا پرچم لہرایا' اپنی قومی خودمختاری اور عزت' نیز اپنی تاریخی زندگی کو دوبارہ پالیا ہے۔ اسلامی انقلاب کی برکت سے

ملتِ ایران نے بڑھتی ہوئی بدعنوانی، علمی واخلاقی انحطاط، سیاسی جبر اور امریکہ کے ساتھ وابستگی سے نجات حاصل کی اور زندگی اور تعمیر نو کے مسرت وسرور کو دوبارہ پالیا۔ ظالم وجابر، بدکار، فاسق، نااہل اور پٹھو حکمرانوں کی حاکمیت اور اقتدار سے اس کی جان چھوٹی اور اسے عوامی حکومت، مخلص، مومن، امین اور ماہر حکام نصیب ہوئے۔ اس نے ملک کے قومی ذخائر اور خداداد مال ودولت کو، جسے اغیار لوٹ رہے تھے، اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور تعمیری طاقت کو جو خائن اور وابستہ بادشاہوں کی کمزوری وبدعنوانی کی وجہ سے برسوں سے بے حالی اور جمود کا شکار ہو چکی تھی، اپنے اندر زندہ کیا اور تمام علمی وعملی میدانوں میں پسماندگی کی دو صدیوں کا نقصان پورا کرنے کے لئے بڑے بڑے قدم اٹھائے اور مستقبل کے لئے بھی بلند ہمت اور عزمِ راسخ اور روشن فکر کو انیس سال کے تجربے کے ساتھ مشعلِ راہ بنایا۔ ایران اور ایرانی عوام کی زندگی اسلام، اسلامی انقلاب اور اس کے عظیم الشان قائد امام خمینیؒ کے مرہونِ منت ہے۔ ہماری قوم اور حکومت اس حقیقت کو نہیں بھلا سکتی اور نہ ہی اس روشن اور سیدھے راستے کو ہاتھ سے کھو سکتی ہے۔

نصف صدی پہلے جب امریکی حکومت نے ایران کے سیاسی میدان میں قدم رکھا، ابتدائی برسوں سے ہی اس نے ایران اور ایرانی قوم کے خلاف غداری اور ظلم وستم کا بازار گرم رکھا۔ اس نے تباہ کن، عوام دشمن پہلوی حکومت کی حمایت کی، وابستہ اور پٹھو حکومتیں برسرِ اقتدار لایا، ہماری قوم پر اپنی خواہشات مسلط کیں اور قومی ذخائر کو ہڑپ کیا۔ تیل کے بدلے ہتھیاروں کے ضرررساں سودوں کے ذریعے اس قوم کی کثیر دولت لوٹی، ایران کی مسلح افواج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی، شاہ کی امن دشمن سیکیورٹی مشینری اور اس کے جابروں کی تربیت کی۔ امریکی حکومت ایرانی عوام اور بہت سی دیگر مسلم اقوام بالخصوص عربوں کے درمیان اختلافات کا باعث بنی، اس نے ایران میں بُرائی اور فحاشی کو رواج دیا، اسلامی تحریک کو کچلنے کے لئے مختلف مراحل پر شاہی حکومت کی مدد کے علاوہ اسے ہدایات بھی دیں۔

ظلم وکفر اور بغاوت وطغیان کے تمام محاذوں کے اتحاد کے مقابل جب اسلامی انقلاب کو

کامیابی حاصل ہوئی' تو اسلامی جمہوریہ ایران کی تشکیل کے پہلے ہی دن امریکہ نے ایران اور اس کی انقلابی قوم کے خلاف بغض وعناد' رکاوٹوں' جارحانہ حملوں اور طرح طرح کی سازشوں کا جال بچھایا۔ آٹھ سالہ جنگ کے دوران عراقی حکومت کی بھرپور مدد سے لے کر ایران کے مکمل اقتصادی بائیکاٹ تک' غدار اور مغرور عناصر کی مدد سے لیکر اپنے تمام ذرائع ابلاغ کے مسلسل پروپیگنڈوں تک' علاقائی تنازعات کے شعلوں کو ہوا دینے سے لیکر ایران اور اس کے ہمسایہ ممالک کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کی بھرپور کوششوں تک' C.I.A کے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے حکومت گرانے کی کوشش اور دہشت گردی کی سرگرمیوں سے لیکر ایران اور دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان ہونے والے اقتصادی معاہدوں کو روکنے کی سنجیدہ کوششوں تک' اور ایسے ہی دسیوں شرانگیز اقدامات اور دھمکیاں تمام ممکنہ میدانوں میں قابلِ ذکر ہیں۔ تاہم یہ ایران اور ایرانیوں کے خلاف امریکی حکومت کی طویل معاندانہ سرگرمیوں کی مختصر فہرست ہے' اور یقیناً سب ہی ان سے واقف ہیں اور خاص طور پر خود امریکی حکام دوسروں سے زیادہ اس تلخ حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ان میں سے اکثر معاملات میں امریکی حکومت شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنے کے علاوہ بالکل اکیلی اور تنہا رہ گئی ہے۔ جبکہ ایرانی قوم اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام و انقلاب کے ذریعے حاصل ہونے والی عظمت اور شان وشوکت کی برکت سے اکثر مواقع پر اپنے دشمن کو شکست اور ناکامی کا تلخ مزہ چکھانے میں کامیاب رہی ہے۔

ان واضح حقائق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایران کی قوم اور حکومت ایسے دشمن کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے جس کے دل میں اب بھی تلخ تجربوں اور پے در پے ناکامیوں کا انتقامی جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے' اور وہ مسلسل ایران اور ایرانی عوام پر وار کرنے کے مواقع ڈھونڈ رہا ہے۔ بھلا وہ کس طرح ایک ایسے دشمن کی مسکراہٹ کے فریب میں آجائے گی جس کے ہاتھ میں آج بھی زہر آلود خنجر موجود ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران نے یہ ثابت کردیا کہ وہ دوسرے ممالک سے اپنے تعلقات بگاڑنا

نہیں چاہتا اور خارجہ پالیسی میں تین اصولوں عزت، حکمت اور مصلحت پر مبنی باہمی تعلقات کو پسند کرتا اور نبھاتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچادی ہے کہ اپنے ملک کے معنوی اور ماڈی مفادات اور ایران کی عظیم قوم کی مصلحت و عزت کا پاس ولحاظ اور عالمی سیاسی میدان میں امن وامان اور سلامتی کا تحفظ اس کا بنیادی امتیاز اور رہنما اصول ہے۔ اپنے ہمسایہ ممالک اور دوسرے ملکوں منجملہ یورپی ممالک سے ہمارے تعلقات ہماری راہ وروش کی واضح اور منہ بولتی دلیل ہے۔ اور اسلامی ممالک سے برادرانہ مذکرات کرنے کی ہماری ہمیشہ کی کوششیں دنیا بھر کے عوام کے سامنے ہیں۔ بحمد اللہ آج کل ہم کئی اسلامی ممالک سے مذکرات کے خوشگوار نتائج دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ان سب چیزوں کے باوجود ہم دشمن کی شناخت اور اس کے مقابلے میں سختی اور فراست کو ہمیشہ کے لئے دستورِ عمل بنا کر شیطانوں کی مکاریوں کے فریب میں نہیں آئے ہیں اور اس کے بعد بھی انشاء اللہ دھوکہ نہیں کھائیں گے۔

صہیونی دشمن جس نے فلسطین کی اسلامی سرزمین میں اپنی غاصب وقابض حکومت بنا رکھی ہے، اسے ایران کبھی بھی سرکاری طور پر تسلیم نہیں کرے گا اور اس غاصب حکومت کے خاتمے اور خود فلسطین کے عوام کی حکومت کی تشکیل کے لئے اپنے عقیدے کو ہرگز نہیں چھپائے گا۔ اسی طرح امریکہ کو، جو شیطانِ بزرگ اور عالمی استکبار کے فتنوں کا سرغنہ ہے، جب تک وہ اپنی موجودہ روش پر باقی ہے، اسے اپنا دشمن سمجھتا رہے گا اور اس کی طرف کبھی دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھائے گا۔

پورے عالمِ اسلام سے آئے ہوئے عزیز بھائیو اور بہنو اور عزیز حاجیو! خدا سے مدد طلب کر کے، اسی وسعت کے ساتھ جو بیان ہوئی ہے، حج کے عظیم ترین ثمرات یعنی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کیجئے اور مذکورہ میدانوں میں تازہ شناخت ومعرفت کے ساتھ اپنے ملک واپس جایئے اور مستقبل کے لئے اسے اپنی جدوجہد کی بنیاد بنایئے۔ اس موسم میں خاص طور پر ''کوزوو'' کے مسلمانوں کی مظلومیت کو جو بلقان کے علاقے کے خونیں واقعات سے مربوط ہے اور بوسنیا ہرز

گو نیا جیسا ہی ایک اور تجربہ ہے' ایک دوسرے سے بیان کیجئے اور ان مظلوم عوام کی نجات اور کامیابی کے لئے دعا کیجئے اور ان کی مدد کرنے کے لئے اقدام کیجئے۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے علاقوں میں مظلوم مسلمان عوام کی امداد کے طریقے تلاش کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے اور مسلمانوں کے امور کی اصلاح کے لئے خدا کی قدرت و رحمتِ مطلقہ کی التجا کیجئے۔

امید ہے کہ آپ سب مقبول حج اور معنوی اور سیاسی ثمرات سے اپنی جھولی بھر کر اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔

والسلام علی بقیة اللّٰہ فی ارضہ وعجل اللّٰہ فرجہ:

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید علی خامنہ ای

۳ ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۸ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) بیشک سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے' وہ مکہ میں ہے اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۹۶)

(۲) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے جنات اور انسان کے شیاطین کو ان کا دشمن قرار دیا ہے۔ (سورۂ انعام۔ آیت ۱۱۲)